کیا علمِ آثارِقدیمہ بائبلی حقانیت کو ثابت کرتا ہے؟

از: کلیفرڈ وِلسن　　　　مترجم: ندیم عیسیٰ

زندگی کے ہر ایک شعبے سے بہت سارے ثبوت مل رہے ہیں: خُدا نے خود اپنے کلام کی تصدیق کی ہے اور اُس کی کتاب (بائبل) نبوتوں اور مکاشفہ جات پر مشتمل مستند تحریر ہے جس پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے۔

یہ بائبلی اصول ہے کہ کسی بھی معاملے کے درست فیصلے کے لئے دو یا تین گواہوں کی گواہی کا پیش کیا جانا ضروری ہے۔ یہودی شریعت کے مطابق جب تک کسی شخص کے بارے میں مناسب گواہی نہ ملتی اُسے کسی طور پر مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا تھا، اگرچہ مسیح پر جب مقدمہ چلا تو اِس اصول کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔

جب ہم خُدا کے کلام کی بات کرتے ہیں تو علمِ آثارقدیمہ کے تعلق سے جدید سائنس ایسے ہی اصول کا مظاہرہ کرتی ہے۔ہمیں زبور 85 کی 11 آیت میں بتایا گیا ہے کہ ''راستی زمین سے نکلتی ہے۔۔۔'' اور زبور 119 کی 89 آیت میں لکھا ہے کہ ''اَے خُداوند! تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے۔'' خُدا کا کلام حتمی ہے۔ انسانی نسلیں گزرتی چلی جاتی ہیں لیکن خُدا کا کلام ہمیشہ یکساں طور پر قائم و دائم ہے، اور خُدا اپنے مقرر کردہ وقت پر اپنے کلام کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے اُسکی تصدیق کرتا ہے۔ یہ بات خُدا کے کلام کو ایک انمول زمرے میں شامل کر دیتی ہے: یہ انسان اور خُدا کے درمیان دوطرفہ گفتگو کا دوسرا پہلو ہے۔ انسان کا کلام اُسے دیگر تمام جانوروں کے درمیان خاص اور امتیازی حیثیت کا حامل بناتا ہے اور خُدا کا بائبل کی صورت میں تحریر ہونے والا کلام جو کہ انسان کے ساتھ اُس کی خاص گفتگو ہے اپنے آپ کو دوسرے تمام نام نہاد مکاشفہ جات سے بے انتہا برتر ثابت کرتا ہے۔

بائبل میں بیان کردہ دو یا تین اشخاص کی گواہی کے اصول کے مطابق ہم اب ایسے ثبوتوں اور گواہیوں کا انتخاب کریں گے جو خُدا کے کلام کی سچائی اور کھرے پن کی حمایت اور تصدیق کرتی ہیں۔ زندگی کے ہر ایک شعبے سے بہت سارے ثبوت مل رہے ہیں: خُدا نے خود اپنے کلام کی تصدیق کی ہے اور اُس کی کتاب (بائبل) نبوتوں اور مکاشفہ جات پر مشتمل مستند تحریر ہے جس پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے۔ اُس کی کتاب (بائبل) ایک انمول چیز ہے کیونکہ یہ اُس کی کتاب ہے۔ خُدا کی رُوح سے تحریک پانے والے پرانے دور کے اُن لوگوں نے خُدا کے اُس پیغام کو تحریر کیا جو اُن کے وقتوں میں قابلِ اطلاق تھا اور بعد میں آنے والی صدیوں کے دوران اور موجودہ صدی کے دوران بھی قابلِ اطلاق ہے۔ بائبل مُقدس مسیحیوں کی طرف سے کئے جانے والے زبان کے معجزے کے مطالعے کا دوسرا پہلو ہے۔ یہ خُدا کا وہ چنیدہ طریقہ ہے جس کی بدولت اُس نے ہم پر اپنے خیالات کو ظاہر کیا ہے ـــــ وہ گہری باتیں جن کو اگر رُوح القدس آشکارنہ کرے تو اُنہیں ڈھونڈا نہیں جا سکتا۔

ذیل میں ہم کلامِ مُقدس کے کئی ایک حصے لیں گے، اور پھر ہم اُن کے بارے میں آثارِقدیمہ سے تعلق رکھنے والے تین ثبوت پیش کریں گے جو اِس بات کی تصدیق کریں گے خُدا

کے کلام کے وہ خاص حصے ثبوتوں کی روشنی میں مستند قرار دیئے جاسکتے ہیں ـــــــ خُدا کا کلام حقیقی طور پر سچا ہے۔

پیدائش 1 تا 11 ابواب کے حوالے سے بڑے ثبوت

پیدائش کے 1 تا 11 ابواب اصل میں بائبل کی پودکیاری ہے جو ابرہام اور بہت سارے عقائد جیسے کہ خُدا بطور خالق، دوست، مکاشفات ظاہر کرنے والا، عادل منّجی، بحال کرنے والا اور کفیل سے متعارف کرواتی ہے۔ یہ حقیقی تاریخ ہے اور اِس جہان کی ابتدا کا خلاصہ ہے۔

1: اینوما ایلیش: یہ تخلیق کے حوالے سے بابلی زبان میں بیان ہے۔ ہمارے پاس ایبلا کی تخلیق کے متعلق تختیاں بھی موجود ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو تخلیق کا بائبل میں پیش کردہ بیان اِس بابلی بیان سے بہت زیادہ برتر ہے کیونکہ اینوما ایلیش کے مطابق ہر ایک چیز پہلے سے موجود مواد سے تخلیق کی گئی جو کسی طور پر "تخلیق"، نہیں کہلا سکتی۔ صرف بائبل تخلیق کے اِس تاریخی واقعے کا حقیقی بیان ہے۔

2: گلگامیش کی داستان: یہ عظیم طوفان کا بابلی ریکارڈ ہے، لیکن بائبل مُقدس کے بیان کا اگر اِس کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ایک بار پھر بائبلی بیان اِس سے بہت زیادہ برتر ہے۔ جیسے کہ نوزومیا وسانائی نے اپنے ایم۔ اے کے مقالے میں گلگامیش کی داستان کا طوفان نوح کے بیان کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "علوم، سائنسی اعتبار، اندرونی ہم آہنگی، بیرونی دُنیا کے بیانات سے مطابقت اور دُنیا میں طوفان کی داستان کے بارے میں پائے جانے والے عام عناصر کے مطابق پیدائش کی کتاب میں پیش کردہ طوفان کا بیان زیادہ قابلِ قبول اور درست تاریخی بیان معلوم ہوتا ہے[1]"

3: کِش (سمر) کے لمبی عمروں والے بادشاہ: قیاس کی رُو سے یہ بادشاہ 10,000 تا 64,000 سال قبل ہو گزرے ہیں جن کی عمریں کئی ہزار سال بیان کی گئی ہیں۔ بائبلی ریکارڈ معتدل اور سچا ہے جبکہ بابلی اور دیگر روایات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ بعد میں اِس بات کو سمجھا گیا کہ بابلی لوگوں کی حسابیہ شماریات 10 کے اعداد اور 60 کے اعداد کی بنیاد پر کی جاتی تھی۔ جب اُن کے اُس سارے ریکارڈ کا ترجمہ کرتے ہوئے اُن کی عمروں کا حساب 10 کے اعداد کی بنیاد پر لگایا گیا تو اُن کی کل عمریں بائبلی ریکارڈ کی روشنی میں 200 سال یا اِس سے معمولی آگے پیچھے ہوئیں۔

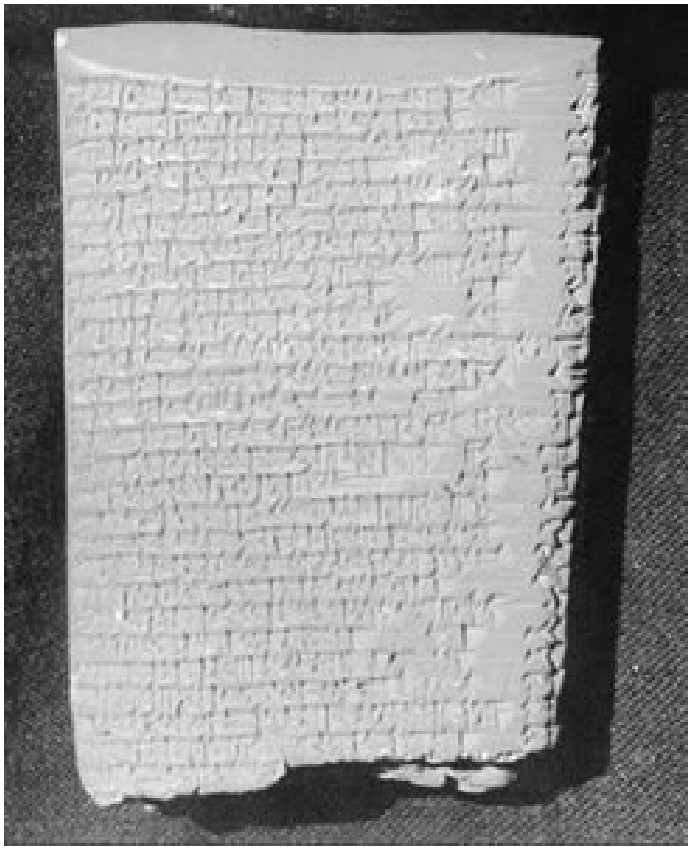

تخلیق کے متعلق بابلی تختیوں میں سے ایک، انومہ ایلیش

گِلگامیش رزمیہ کے حصے

پیدایش 11 تا 36 ابواب کے حوالے سے بڑے ثبوت

اِس حصے میں پیدایش میں مذکور اجداد کے بارے میں موجود ریکارڈز کے متعلق بات کی جائے گی بالخصوص ابرہام کے حوالے سے جو عبرانی قوم کا باپ ہے۔

1: ابرہام کے شہر اُر کی کھدائی سر لیونارڈ ووّلی نے کی تھی اور اُس شہر میں حیرت انگیز طور پر پُرتعیش زندگی کے آثار اور ثبوت ملے ہیں[2]

2: پیدایش کی کتاب میں جن اجداد کا ذکر ملتا ہے اُن کے دور کے جن رسوم رواج کا بائبل مُقدس میں ذکر کیا گیا ہے اُن کی توثیق علمِ آثارِ قدیمہ کے تحت اُر، ماری، بوغاز کوئی اور نینوہ میں ہونے والی دریافتوں سے ہوئی ہے۔ یہ دریافتیں اُس دور کے تحریری ریکارڈ تھے نہ کہ کئی صدیاں بعد قلم بند ہونے والی تحریریں۔ اُن پر ایک طرح سے چشم دید گواہوں کی گواہی کی مہر ثبت ہے۔ پس اِس پس منظر میں ابرہام کا ہاجرہ کے ساتھ تعلق ایک اور پہلو سے دیکھا جاتا ہے۔ اُس دور میں جو عورت خود سے کسی آدمی کے لئے اولاد نہیں پیدا کر سکتی تھی اُس کی یہ معاشرتی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک اپنے شوہر کو دے تا کہ وہ اُس شخص کے لئے اولاد پیدا کر سکے۔ بائبلی بیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ ابرہام نے نہیں بلکہ سارہ نے یہ بات ابرہام کو کہی اور پھر اُسے اپنی لونڈی ہاجرہ دے دی جو ابرہام کی اولاد پیدا کرنے کے لئے بخوشی رضامند تھی۔ اِس بات کے لئے رضامند ہونے کی وجہ سے ہاجرہ کو مالی واقتصادی تحفظ اور ذاتی وقار حاصل ہوا۔ پس یہاں پر جس بات پر زور دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ اولاد کے حصول کے لئے ابرہام نے خود ہاجرہ کا انتخاب نہیں کیا تھا بلکہ اُس دور کے رسم و رواج کے مطابق سارہ نے اِس نئے رشتے کے لئے تگ و دو کی تھی۔

اُرنامُوں، اُر کا بادشاہ جس نے ایک بہت مشہور مینار کو تعمیر کرنے کا دعوی کیا۔

پانچ بادشاہوں کی چار بادشاہوں کے خلاف جنگ (پیدایش 14 باب) کا بیان بھی کافی دلچسپ ہے۔ اِس واقعے میں جو الفاظ اور نام استعمال ہوئے ہیں یہ اُس دور میں استعمال ہونے والے عام نام اور الفاظ تھے۔

3: ابرہام کے حِتیوں کے ساتھ زمین کی خریداری کے حوالے سے مذاکرات (پیدایش 23) اُس دور کے حوالے سے بالکل درست طور پر بائبل میں بیان کئے گئے ہیں اُس دور میں حتی قوم کے لوگ اِس طرح سے لین دین کرتے تھے۔ نو - حتی بعد میں آنے والے لوگ ہیں لیکن اُن کے ساتھ اُن سے پہلے کے لوگوں کے زبان کے حوالے سے خاص تعلقات تھے۔ پس بائبل مُقدس پہلے کے لوگوں کو بنی حِت کہنے میں حق بجانب ہے۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ ''رفیق خادم'' کے لئے استعمال ہونے والے بنی حت کی زبان کے لفظ ''حنا کیم'' (پیدایش 14 باب 14 آیت) کے معنی ''وہ نوکر بھی ہے جو مالک کے گھر میں ہی پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہو''۔ یہ اصطلاح بائبل مُقدس میں صرف یہیں پر استعمال ہوئی ہے۔ مصر کی بد عائیہ تحریروں میں (جو مٹی کے ظروف کے اُن حصوں پر ملی ہیں جنہیں جادوئی رسوم میں اپنے اردگرد کے لوگوں پر لعنت طعن کرنے کرے لئے استعمال کیا جاتا تھا) اِس اصطلاح کے معنی بالکل یہی ملے ہیں اور اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بائبلی ریکارڈ میں پیدایش 14 باب کے اندر یہ اصطلاح بالکل درست طور پر استعمال کی گئی ہے۔

پیدائش 37 تا50 ابواب کے حوالے سے بڑے ثبوت

یہ حصہ ہمیں یوسف کی تاریخ کے بارے میں بتا تا ہے جو یعقوب کا بیٹا اور ابرہام کا پڑپوتا تھا۔ اُس کے بھائیوں نے اُسے اسمٰعیلیوں کے ہاتھوں بیچ دیا اور اُنہوں نے اُسے مصریوں کے ہاتھ بیچا۔ یوسف مصر میں بہت کامیاب ہو کر ملک کا حاکم بن گیا اور اُس نے اپنے خاندان یعنی بنی اسرائیل کو مصر میں لا بسایا۔

1: مصری القابات جیسے کہ ''جلوداروں کا سردار'' (پیدائش 39 باب 1 آیت)، ''مختار'' (پیدائش 39 باب 4 آیت)، سردار ساقی، سردار نان پز (پیدائش 40 باب)، ''فرعون کا باپ'' [اِس اصطلاح کے معنی دراصل ''دیوتاؤں کا باپ'' ہیں۔ لیکن یوسف کے نزدیک یہ لقب گستاخانہ اور کفرانہ تھا لہٰذا اُس نے اُس لقب کو عبرانی انداز سے پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو فرعون کا باپ کہا کیونکہ وہ فرعون کو مصری دیوتا ''را'' یعنی سورج کا تجسم نہیں خیال کرتا تھا۔ مصری لقب کو عبرانی انداز میں یوسف نے اِس لئے پیش کیا تا کہ وہ خُدا کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرے۔]، فرعون کے سارے گھر (محل) کا خُداوند، اور تمام مصر کا حاکم (پیدائش 40 باب 8 آیت) یوسف کی ذات کے تعلق سے اِس واقعے کی تاریخی حیثیت کی تصدیق کرتے ہیں۔

2: یوسف کے مصر کا حاکم بنائے جانے کی تقریب بہت ساری دیگر مصری تقریبات سے مماثلت رکھتی ہے۔ اُس کا نیا نام ''صفنات فعنیح'' رکھا گیا جس کے معنی ہیں ''مقدس مجلس کا صدر'' (پیدائش 41 باب 41-45 آیات) اِس ساری کہانی کے اندر اور کئی ایک ایسے الفاظ، محاورے اور کئی معاشرتی رنگ دیکھنے کو ملتے ہیں (مثال کے طور پر لاش میں خوشبو بھرنے اور تدفین کا طریقہ کار وغیرہ [پیدائش 50 باب]

3: بحیرہ مُردار کے مطابق یعقوب کے خاندان کے وہ لوگ جو مصر گئے وہ 75 تھے نہ کہ 70 (پیدائش 46 باب 27 آیت) پس اُنہوں نے نقل نویس کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بھی ثابت کر دیا کہ نئے عہد نامے میں ستفنس کا بیان بالکل درست ہے (اعمال 7 باب 14 آیت) [3]

خروج سے لیکر استثنا تک کے حوالے سے بڑے ثبوت

یہ موسیٰ کی اگلی چار کتابیں ہیں جو موسیٰ نے بیابان میں لکھیں جب لوگوں کی رہنمائی کے حوالے سے اُسے کاہن اعظم ہارون اور اسرائیل فوج کے سپہ سالار یشوع کی مشورت حاصل تھی۔

اشنونا قوانین کا مجموعہ جو 1900 قبل از مسیح کے ہیں۔

1: موسوی شریعت ایک ایسے شخص کے وسیلے قلم بند ہوئی جس نے مصری فرعون کے دربار میں پرورش پائی تھی اور یہ شریعت اُس دور میں پائے جانے والے مختلف قوموں کے شرعی قوانین جیسے کہ بابلی بادشاہ حمورابی اور اشنونا کے قوانین سے بہت زیادہ برتر ہے جن کی دریافت موجودہ بغداد کے گردونواح میں ہوئی ہے۔

2: جیسا کہ پروفیسر جارج مینڈن حال بیان کرتے ہیں موسوی تحریروں کے میثاق و معاہدوں کا انداز بالکل حتی ساخت کا ہے۔ پوری شریعت میں ایک یگانگت ہے اور اِسکے لکھے جانے کی تاریخ قریباً 1500 قبل از مسیح ہے (موسیٰ کا دور)۔ یہ سب تحاریر ایک ہی ذریعے سے آئیں اور اس وقت موسیٰ کے علاوہ کوئی بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو اِس شریعت کو تحریر کرنے کی اہلیت کا حامل ہو۔ موسیٰ کے لئے اِس شریعت کے اخلاقی تصورات کوئی نئی چیز نہیں تھے حالانکہ کہ اِس بات کو بہت زیادہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ (ایبلا کی تختیاں جو ملک شام

سے دریافت ہوئی ہیں موسیٰ سے پہلے کے دور کی ہیں اور اُن پر درج قوانین میں زنا بالجبر کے متعلق سزاؤں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔)

اِس وقت اُن دو مشہور زمانہ ماہرینِ آثار قدیمہ کے خیالات کا بیان کرنا بہت با موقع ہوگا جن کے ساتھ کئی سال پہلے مجھے امریکن اسکولز آف اورینٹل ریسرچ کی طرف سے اسرائیل میں ایک مقام بنام جزر کی کھدائی کے موقع پر سے بطور علاقہ سپروائزر کام کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ اُن دونوں نے (دو مختلف مقامات پر کھدائی کے دوران) امریکی کالج کے 140 طالب علموں کو بہت ہی عمدہ لیکچر دیئے تھے۔

اپنے لیکچر کے دوران پروفیسر نیلسن گلوئیک نے بیان کیا تھا کہ ''گزشتہ تیس سالوں سے مَیں ایک ہاتھ میں بائبل اور دوسرے میں کرُنی لیکر کھدائی کرتا چلا آرہا ہوں، اور تاریخ سے متعلقہ ہر ایک معاملے میں مَیں نے ایک بھی دفعہ بائبل کو غلط نہیں پایا۔'' مشہور زمانہ یہودی عالم ہونے کی وجہ سے پروفیسر گلوئیک جب لفظ بائبل استعمال کرتے ہیں تو اُس سے اُنکی مراد پرانہ عہد نامہ ہے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میرے علم کے مطابق ایک موقع پر اُنھوں نے نئے عہد نامے کی تحاریر کی مستندیت کی بھی پشت پناہی کی تھی۔

دوسرا لیکچر ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر جارج ارنسٹ رائٹ کی طرف سے دیا گیا۔ اُنھوں نے موسوی کتب کی صحت پر بات کی، بالخصوص پہلی پانچ کتب میں پائے جانے والے عہد و میثاق اور معاہدوں سے متعلق تحریروں پر۔ اُنھوں نے کہا کہ پروفیسر جارج مینڈن حال کی تحقیق اِس نتیجے پر پہنچی ہے ـــــ جس سے مَیں مکمل اتفاق کرتا ہوں ـــــ کہ موسوی تحاریر میں مکمل یگانگت پائی جاتی ہے اور وہ قریباً 1500 قبل از مسیح کے دور کی ہیں۔

لیکچر کے بعد مزید گفتگو کے دوران پروفیسر رائٹ نے مجھے بتایا کہ اُنھوں نے تیس سال تک ہارورڈ یونیورسٹی میں گریجویٹ طالبعلموں کو لیکچر دیئے تھے اور اُنھوں نے اُن تیس سالوں میں طالبعلموں کو یہی بتایا تھا کہ جب وہ بائبل کی پہلی پانچ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ موسیٰ کو بھول سکتے ہیں کیونکہ اُس کا اِن سے کوئی تعلق نہیں۔ اب اُنھوں نے اِس بات کا اعتراف کیا کہ اُن تیس سالوں کے دوران وہ ہمیشہ غلطی پر تھے اور حقیقت یہ تھی کہ موسیٰ کا اِن تحاریر سے بہت ہی ذاتی رشتہ تھا اور اُس نے اِن کو تحریر کیا تھا۔

3: مصری دیوتاؤں کے خلاف دس آفات (خروج 12 باب 12 آیت) حقیقی آفات تھیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک آفت جن دیوتاؤں کے خلاف تھیں وہ خاص مصری دیوتا تھے۔

کنعانی دیوتا بعل اور عستارات

یشوؔع اور ساؤؔل کے حوالے سے بڑے ثبوت

اِس حصے میں اسرائیل کی فتوحات، قضاۃ اور ابتدائی سلطنت کے واقعات شامل ہیں۔

1: بعؔل، عستارات اور دجوؔن جیسے دیوی دیوتاؤں کا تعلق تاریخ میں موجود حقیقی لوگوں کے ساتھ تھا۔

2: کئی شہری ریاستوں کی بھی نشاندہی ہوئی ہے (مثال کے طور پر اُن ''بادشاہتوں کا سربراہ حصوؔر'' [یشوع 11 باب 10 آیت]، حصوؔر کی کھدائی اِس شہر کے بہت وسیع و عریض ہونے کی توثیق کرتی ہے۔)

3: ساؤل کا سر اور اُس کے ہتھیار بیت شان میں دو مختلف مندروں میں رکھے گئے تھے۔ دونوں فلستی اور کنعانی مندر دریافت ہوگئے ہیں۔ پس اِس سے بائبل مُقدس کے بیان کی تصدیق ہوگئی ہے حالانکہ خیال کیا جاتا تھا کہ اِس معاملے میں ایسی کسی توثیق کی اُمید نہیں تھی (1 سموئیل 31 باب 9-10 آیات اور 1 تواریخ 10 باب 10 آیت)۔

داوؔد اور سلیماؔن کے حوالے سے بڑے ثبوت

اِس دور میں اسرائیل میں ایک بادشاہت قائم ہو چکی تھی۔

1: ساؤؔل کی موت کے وقت داؤؔد کا نوحہ اُس کے دور کے ادبی اسلوب کی بالکل درست عکاسی کرتا ہے۔ راس شمرا (شام میں قدیم اوگرتی شہر) کی کھدائی نے ایسے مختلف جذبات کے اظہار کی وضاحت کی ہے جیسے کہ 2 سموئیل 1 باب 21 آیت میں ''ہدیہ کی چیزوں کے کھیتوں'' کی بجائے ''گہراؤ کی موجوں کی اُٹھان یا اُسکا تلاطم میں ہونا[4]''

2: اوگرتی لائبریری کی دریافت سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ داؤؔد کے مزامیر کے تحریر ہونے کی تاریخ وہ دور ہے جس میں داؤؔد موجود تھا نہ کہ 800 سال بعد مکابیین کا دور جیسا کہ کچھ ناقدین دعویٰ کرتے تھے۔ مشہور زمانہ عالم ولیم فوکسویل البرائٹ لکھتے ہیں کہ ''یہ تجویز کرنا کہ داؤد کے مزامیر مکابیین کے دور میں لکھے گئے تھے مضحکہ خیز بات ہے۔''

3: سلیمانؔ کے بنائے ہوئے شہر حصورؔ، مجدّو اور جزر (1 سلاطین 9 باب 15 آیت) کھدائی کر کے دریافت کر لئے گئے ہیں۔ سلیمان نے یہی نقشے ایسی ہی دیگر عمارات کی تعمیر کے لئے بھی استعمال کئے تھے۔

سلیمان کے تعمیر کردہ شہر جزر کا داخلی دروازہ

اسُوری دور کے حوالے سے بڑے ثبوت

یہ سلیمان کی موت کے کچھ دیر بعد ہی کا وقت تھا جب ہر طرف خوف و دہشت کی حکمرانی تھی۔

1: ناقدین کی طرف سے یسعیاہ 20 باب 1 آیت کو بڑے پیمانے پر چیلنج کیا گیا کیونکہ اُن کے مطابق اسوری بادشاہوں کی فہرست میں ''سرجوؔن'' نامی کوئی بادشاہ نہیں تھا۔
ابھی خورس آباد میں سرجوؔن بادشاہ کا محل دریافت ہو چکا ہے جس کی دیواروں پر لکھی تحریریں اور اُس کی لائبریری فلستی شہر اشدود کے خلاف اُسکی جنگی مہم کی توثیق کرتی ہے (جس کا ذکر یسعیاہ 20 باب 1 آیت میں کیا گیا ہے۔)

2: اسورؔی القابات جیسے کہ'' ترتان'' (اسوری سپہ سالار) اور کئی اور کا استعمال بائبل مُقدس کے مصنفین نے اگرچہ کم لیکن بڑے اعتماد کے ساتھ کیا ہے۔
بائبلی مصنفین نے کچھ دیگر اسورؔی القابات جیسے کہ ''ربماگ، ربشاقی اور ٹپسارو'' کا استعمال بھی اپنی تحریروں میں کیا ہے۔
جیسے کہ کرکمیس کی جنگ 605 قبل از مسیح کے بعد اسورؔی غائب ہو گئے، قدیم تاریخی چیزوں میں متروک شدہ الفاظ کی برقراریت بائبلی بیان کی حقانیت کے چشم دید گواہوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔اور یہ بائبلی نبوتوں کی سچائی اور حقانیت کے بارے میں بھی اشارہ کرتی ہے کیونکہ وہی لوگ جنھوں نے یہ تاریخی حقائق قلمبند کئے تھے اُنہوں نے ہی یہ نبوتیں بھی تحریر کیں۔

3: یسعیاہ 37 باب 38 آیت اور 2 سلاطین 19 باب 37 آیت میں سنخیرب بادشاہ کی موت کا ذکر کیا گیا ہے اور اِس کی تصدیق اُس کے بیٹے اسرحدون کے تحریر اور محفوظ کردہ ریکارڈ سے ہوتی ہے۔ اُس ریکارڈ میں بعد میں اسرحدون کے بیٹے آشور بانیپال نے اضافہ کیا۔

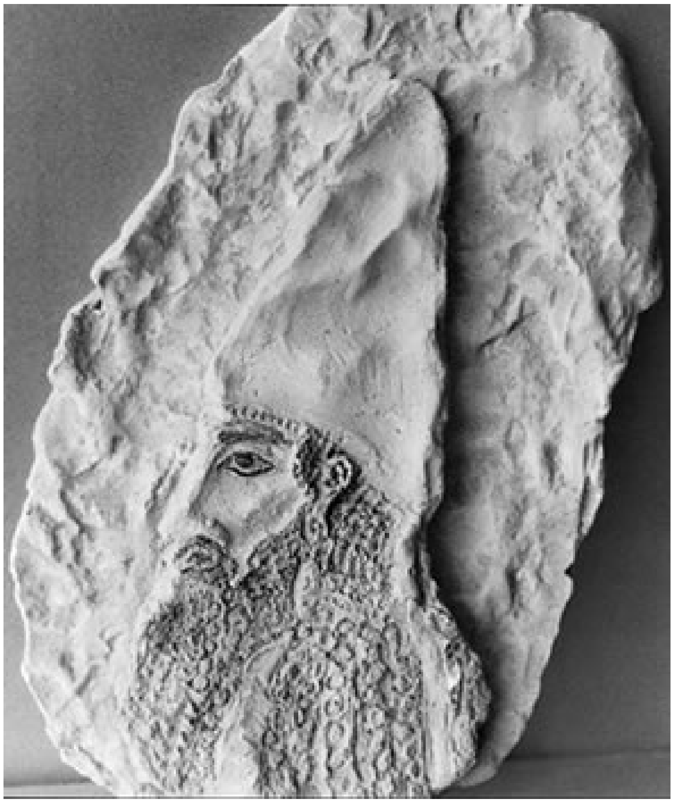

شاہِ اسوؔر سرجون جس کا ذکر یسعیاہ 20 باب 1 آیت میں ہوا ہے۔

سنخیریب کے محل سے لے کر مندر تک کے راستے کا حصہ جہاں پر اُس کے بیٹے قتل ہوئے تھے۔اس حصے کی دریافت ڈاکٹر کلیفر ڈ ولسن نے کُھدائی کے وقت کی۔

نِینوؔہ اور یوناہ کی زندگی کے واقعے کے کئی ایک بیانات بائبلی تاریخ کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔کسی دور میں نِینوؔہ کا علامتی نشان ایک حاملہ عورت تھی جس کے پیٹ کے اندر ایک مچھلی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آدادنراری سوئم یوناہ کے دور میں نِینوؔہ کا بادشاہ تھا، کہا جاتا ہے کہ اُس نے اپنے شہر اور رہن سہن میں بہت بڑی بڑی تبدیلیاں کیں اور غالباً ایسا اُس نے یوناہ کی تبلیغ کے بعد کیا ہوگا۔ آدادنراری کا محل حقیقی طور پر بعد میں تعمیر ہونے والی ایک عمارت کے ساتھ بنا ہوا تھا جسے ''نبی یونس'' (یوناہ نبی) سے منسوب کیا جاتا ہے۔ روایتی لحاظ سے وہ عمارت یوناہ نبی کا

مقبرہ ہے۔ اگر چہ نینوہ کے حوالے سے یہ بات بعید از امکان ہے لیکن پھر بھی اُن کی طرف سے یوناہ نبی کی اِس طرح سے عزت کرنا واقعی ہی ایک بہت دلچسپ بات ہے۔

بابلیوں اور نبوکدنضر کے حوالے سے بڑے ثبوت

نبوکدنضر یروشلیم کو تباہ و برباد کرنے کے بعد یہوداہ کو اسیر بنا کر لے گیا۔

1: دانی ایل جانتا تھا کہ بابل کی ساری شان و شوکت نبوکدنضر کی وجہ سے تھی (دانی ایل 4 باب 30 آیت)۔ یہ حقیقت جدید دور کے مورخین نہیں جانتے تھے جب تک کہ اِسکی تصدیق جرمنی کے پروفیسر کولڈیوے نے نہ کی جس نے قریباً 100 سال قبل بابل میں کھدائی کی تھی۔

2: ابھی ہمیں بابلی تواریخ سے یہ پتا چلتا ہے کہ نبوکدنضر نے یروشلیم کو 15/16 مارچ کی رات 597 قبل از مسیح میں تباہ و برباد کر کے لوگوں کو اسیر بنا لیا تھا۔ ہم تاریخ سے یہ بھی سیکھتے ہیں کہ اُس وقت بیلشضر بابل کا حاکم تھا کیونکہ اُس کا باپ نبونیدس جو اُس دور میں آثارِ قدیمہ پر تحقیق کر رہا تھا 10 سال تک بابل سے دور رہا تھا۔ اور اِس لئے اُس نے اپنے بیٹے بیلشضر کو اُس ملک کا مشترکہ قائم مقام حاکم بنا دیا تھا۔

3: بابل کے خلاف ہونے والی نبوتیں (مثلاً یرمیاہ 51، 52) حقیقت میں پوری ہوئیں تھی۔ نبوکدنضر نے اپنے ریکارڈ میں لکھا تھا کہ بابل کی فصیل اُس کے نام کی ابدی یادگار ہوگی، لیکن یرمیاہ نے کہا تھا کہ ''بابل کی فصیل بالکل گرادی جائے گی۔'' (یرمیاہ 51 باب 58 آیت) اِس سے یہ بھی تصدیق ہوگئی ہے کہ یرمیاہ کو خُدا کی طرف سے نبوت ملی تھی۔

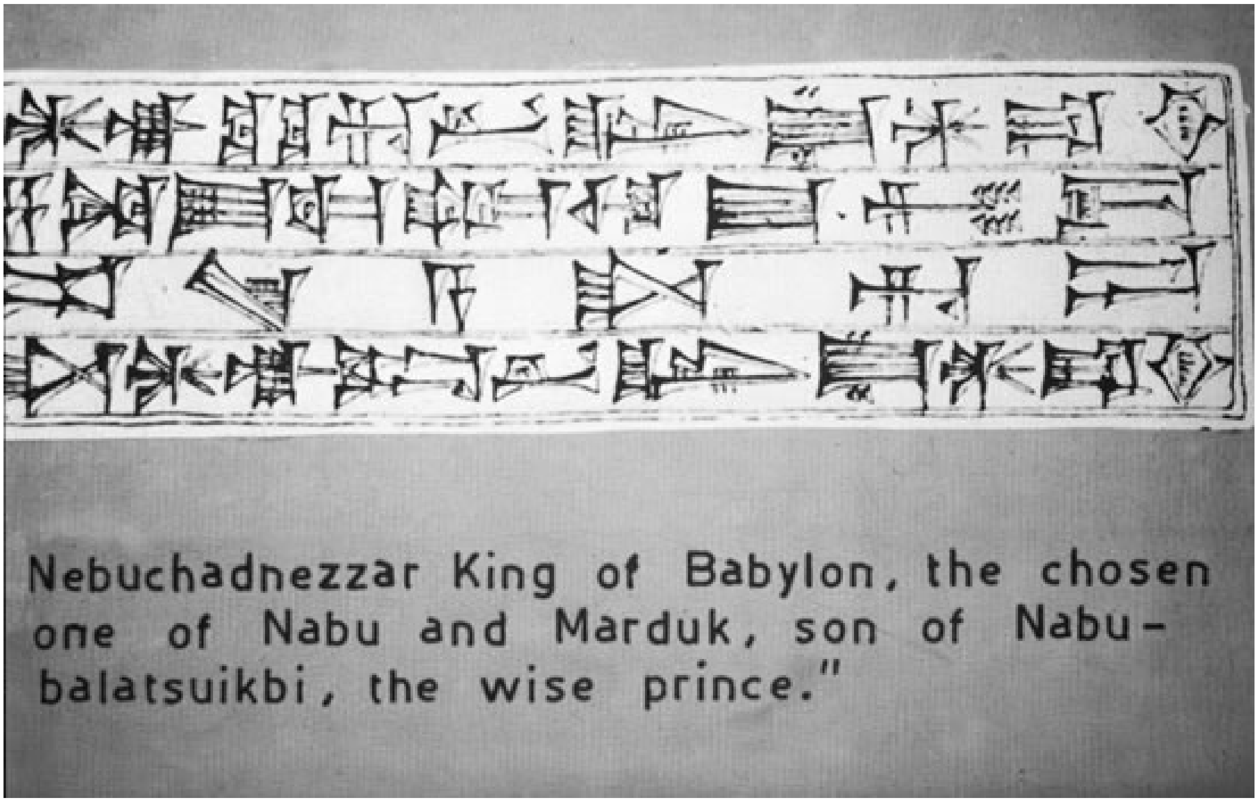

ناقدین کہتے تھے کہ نبوکدنضر نامی کوئی بابلی بادشاہ نہیں تھا لیکن بعد میں کھدائی کی بدولت اُسکا محل اور اُسکی لائبریری دریافت ہوگئی۔

خورس، مادی اور فارسیوں کے حوالے سے بڑے ثبوت

بابلیوں کے بعد مادیوں اور فارسیوں نے سلطنت پر قبضہ کرلیا۔

1: مادیوں اور فارسیوں کا بادشاہ خورسؔ بنا۔ ہم خورسؔ کے بارے میں یسعیاہ 44 باب 28 آیت اور 45 باب 1 آیت میں پڑھتے ہیں جب یسعیاہ نبی نے نبوتی طور پر اُس کا نام اپنے صحیفے میں لکھا۔ خورسؔ نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس کے مطابق تمام اسیر لوگ اپنے اپنے وطنوں کو واپس جا سکتے تھے (2 تواریخ 36 باب 22-23 آیات اور عزرا 1 باب 1-4 آیات۔ خورسؔ بادشاہ کا مقبرہ دریافت کرلیا گیا ہے۔

2: انسانوں کی ساری تاریخ پر خُدا کا مکمل اختیار ہے —— اُس نے اپنے منصوبوں اور مقاصد کی تکمیل کے لئے غیر قوم کے ایک بادشاہ کو استعمال کیا۔ اسطوانہِ خورس (یہ مٹی کا بنا ہوا ایک اسطوانہ ہے جو 1879 میں ماہرین آثارِ قدیمہ کو ملا، اِس پر مبنی نما بابلی رسم الخط میں 539 قبل از مسیح میں خورسؔ کی بابل کو فتح کرنے کی داستان تحریر ہے۔) یہ ثابت کرتا ہے کہ خورسؔ نے بابل کو فتح کیا تھا۔

3: جیسا کہ آستر کی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں، کچھ یہودی بابل میں ہی رہ گئے تھے۔ جس طرح کے ناقابل تبدیل قوانین کا ذکر بائبل میں ملتا ہے (آستر 1 باب 19 آیت) اُن کی تصدیق کچھ ارامی دستاویزات سے ہوتی ہے جو مصر سے دریافت ہوئی ہیں۔

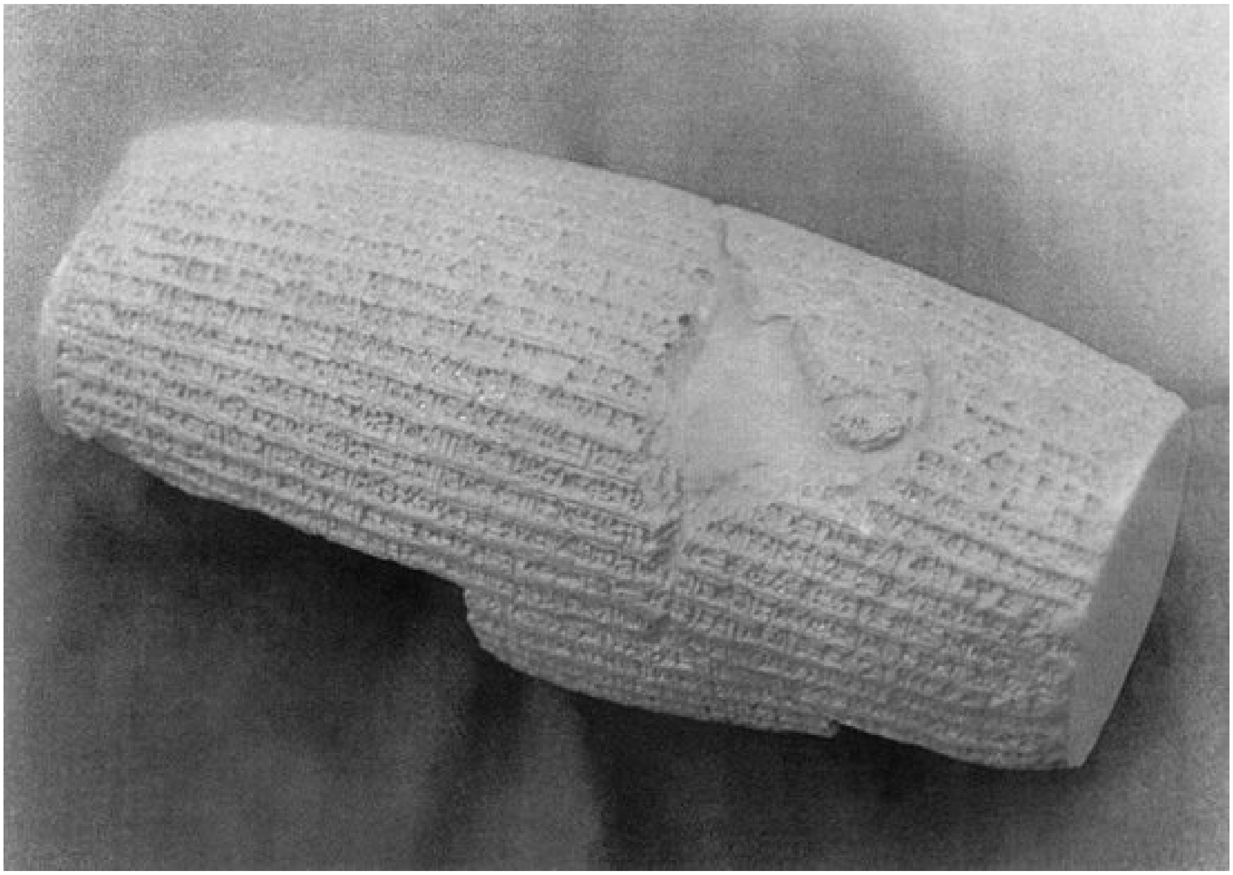

اسطوانہ خورس —— یسعیاہ نے نبتی انداز سے خورس کا ذکر کیا ہے۔

عزراؔ اور نحمیاہ کے حوالے سے بڑے ثبوت

یہ بابل کی اسیری سے واپس آنے کے بعد اپنی سرزمین میں دوبارہ آبادکاری کا وقت تھا۔

نحمیاہ کی بحال کردہ دیوار کا حصہ

1: ہاتھی نما پاپائیری ،بحیرہ مُردار کے طومار، ایوب کی کتاب کی قدیم ارامی تفسیر وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُس وقت ارامی زبان رائج تھی جیسا کہ عزؔرا بیان کرتا ہے۔

2: جیسے کہ بائبل بیان کرتی ہے سنبلط سامریہ کا حاکم تھا (نحمیاہ 4 اور 6 ابواب)، اگرچہ بہت سارے مصنفین کا یہ دعویٰ تھا کہ سنبلط نحمیاہ کے دور سے بہت بعد کی شخصیت تھا۔ ابھی سنبلط نام کے بہت سارے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جا چکا ہے، اور کئی ایسے خطوط بھی ملے ہیں جن میں یہوحنان (نحمیاہ 12 باب 13 آیت) کا ذکر کیا گیا ہے۔ ابھی جشم عربی (نحمیاہ 6 باب) کے بارے میں بھی معلومات مل چکی ہیں۔ اگرچہ نحمیاہ اور عزرا کو بہت دیر تک بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بننا پڑا، لیکن اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ دونوں کتب حقیقی تاریخی حالات کا بالکل درست بیان ہیں۔

3: سنبلط کے بارے میں ملنے والے خطوط نحمیاہ کے دور اور تاریخ پر ہونے والی تنقید کا صفایا کر دیتے ہیں۔ نحمیاہ جس بادشاہ کے دور میں ہوا ہے وہ ارتخششتا اوّل تھا جس کی حکومت کا دور 465 تا 423 قبل از مسیح تھا، نہ کہ ارتخششتا دوئم۔ یہ سب اُس احتیاط اور باقاعدگی کی وضاحت کرتا ہے جس کے تحت جدید تحقیق کے ذریعے پرانے عہد نامے کی تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے۔

بحیرہ مُردار کے حوالے سے بڑے ثبوت

بحیرہ مُردار کے طومار

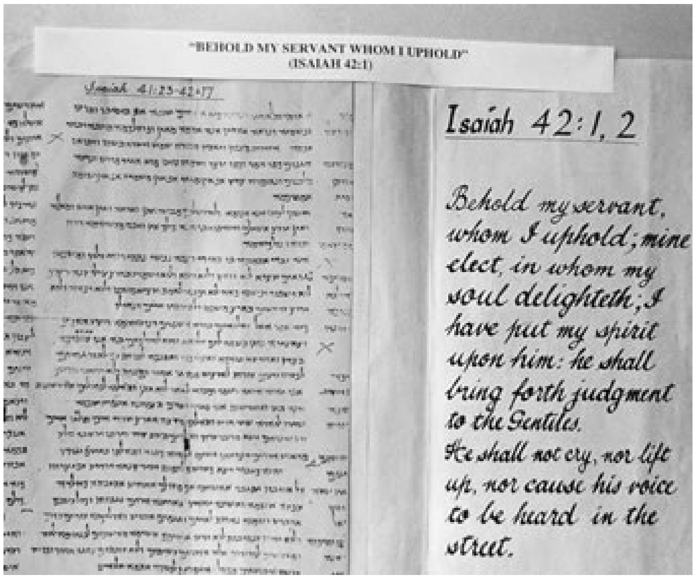

بحیرہ مُرداد سے دریاف ہونے والے یسعیاہ کا طومار کا حصہ

1: تقریباً 2000 سال تک بحیرہ مُردار کے غاروں میں دفن رہنے کے بعد یہ طومار بالآخر 1947 میں منظر عام پر آ گئے۔ یہودی کسی مسیحا یا مسیحاؤں کی تلاش میں تھے ـــــ کوئی داؤد بادشاہ جیسی ہستی، اسرائیل کے لوگوں کا کاہن اعظم، ملکِ صدق کی مانند ایک کاہن، موسیٰ جیسا کوئی نبی اور غالباً ایک گھائل مسیحا۔ مَیں تو یہ کہوں گا کہ ''ممکنہ طور پر گھائل مسیحا'' کیونکہ یہ ایک بہت ہی چھوٹے ٹکڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ عبرانی زبان میں زمانہ مستقبل اور غیر مطلق حال میں کی گئی باتیں تقریباً ایک جیسی محسوس ہوتی ہیں اور اُن کا مناسب مطلب نکالنے کے لئے اُنہیں سیاق و سباق کی روشنی میں دیکھنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں نبوت کا مطلب یہ

ہوسکتا ہے کہ ”موعودہ مسیحا گھایل کیا جائے گا “ یا” وہ گھایل کیا گیا“۔ یسعیاہ 11 باب 4 آیت میں مرقوم ہے کہ ” وہ اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا“ اور یسعیاہ 53 باب 5 آیت کہتی ہے کہ ” وہ ہماری خطاؤں کے سبب گھائل کیا گیا۔ دونوں بیانات میں باہمی تعلق پایا جاتا ہے کیونکہ حقیقت میں مسیحا گھایل کیا گیا اور آنے والی عدالت کے دوران وہ جنہوں نے مسیحا کو رد کیا ہے گھایل کئے جائیں گے۔

2: اِن طوماروں کے اندر پرانے عہد نامے کی زیادہ تر کتب کی نقول ملی ہیں، اِن میں پرانے عہد نامے کی ہر ایک کتاب کے عبرانی زبان کے حصے موجود ہیں سوائے آستر کی کتاب کے۔ اور کتابوں کے یہ حصے موجودہ عبرانیوں نقول سے 1000 سال پرانے ہیں۔ (آستر کی کتاب کے حصے ایک دوسرے طومار میں ملے ہیں)۔

3: اِس سب سے نئے عہد نامے کے پس منظر اور یوحنا کی انجیل کی یہودی نوعیت پر بہت زیادہ روشنی پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر” نور اور تاریکی“ جیسے الفاظ کا استعمال یوحنا کی انجیل اور ”جنگ کے طومار“ میں بہت زیادہ کثرت کے ساتھ ہوتا ہوا دیکھا جاسکتا ہے، یہ جنگ کا طومار اخیر زمانے کی آخری جنگ کا بیان پیش کرتا ہے، اِس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبرانی صرف کاہنوں کی زبان نہیں تھی بلکہ حقیقی زندگی میں عام زبان تھی۔

بحیرہ مُردار سے ملنے والے طوماروں میں سے یسعیاہ کے صحیفے میں ہمیں عبرانی زبان کا قدیم حرف ” تاؤ Tau“ دیکھنے کو ملتا ہے جسے طومار کے حاشیے میں "X" کی شکل کے ایک حرف کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ حرف 11 دفعہ استعمال ہوا ہے، یسعیاہ 32 باب 1 آیت، 42 باب 1، 5، 19 آیات، 44 باب 28 آیت، 49 باب 5-7 آیات، 55 باب 3-4 آیات، 56 باب 3 آیت، 58 باب 13 آیت اور 66 باب 5 آیت۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے اسوریوں اور بحیرہ مُردار کے طوماروں کے ریکارڈ (جن میں یسعیاہ کا قریباً مکمل صحیفہ شامل ہے) انسانی نظروں سے قریباً 2000 سال چھپے رہے ہیں۔ اِن دونوں ذرائع سے ملنے والا مواد متجاوز ہے اور اِس طرح سے یہ یسعیاہ کی نبوتوں کی سچائی کی گواہی دیتا ہے۔

اِن طوماروں کی دریافت کے حوالے سے ایک اہم نقطہ یہ ہے کہ اِن کا تعلق 1840 سے لیکر ہونے والی اُسوری محلات کی دریافت سے بھی ہے۔ یسعیاہ نبی نے اُسوریوں کے حوالے سے کئی ایک تاریخی حقائق پیش کئے ہیں اور ابھی اُسوریوں کے حوالے سے سامنے آنے والی معلومات یسعیاہ کے صحیفے کی سچائی ثابت کرتی ہے۔ ممکنہ طور پر بحیرہ مُردار کے طوماروں کی دریافت بائبلی آثارِ قدیمہ اور خود بائبل کے حوالے سے سامنے آنے والے زبردست ترین حقائق میں سے ایک ہے[5]

خُداوند یسوعؔ مسیح کی ذات کے حوالے سے بڑے ثبوت

یسوع کے کلام اور خدمت سے متعلقہ حالات وواقعات کی بھی علمِ آثارِ قدیمہ کی دریافتوں کی بدولت تصدیق ہوئی ہے۔

محصولِ عام / جزیہ کے اندراج کی نقش کاری کا حصہ

1: ہمارے خُداوند کی پیدائش کے وقت ہونے والی مردم شماری کے حوالے سے پیش کئے جانے والے مسائل کچھ اہم پاپائیری دستاویزات کی دریافت کی بدولت حل ہوگئے ہیں۔ یہ دستاویزات مصر میں حنوط کئے ہوئے مقدس مگرمچھوں کے اندر سے ملے ہیں۔ یہ دستاویزات یہودی کاہنانہ تحریریں تھی جو نئے عہد نامے کے دور سے قبل، اُس کے دوران اور اُس کے بعد قلم بند کی گئیں۔ کھدائی کر کے اِن کی دریافت کرنے والے گرینفل اور ہنٹ بیان کرتے ہیں یہ ثبوت ظاہر کرتے ہیں کہ پہلی اسم نویسی (جو محصول عام کا اندراج تھی) کرنیلیس کے دور میں ہوئی۔ کندہ کاری یہ ظاہر کرتی ہے کہ کرنیلیس دو دفعہ اُسور میں آیا تھا، پہلے بطور سپہ سالار جب اُس علاقے میں بدامنی پائی جاتی تھی اور

دوسری دفعہ اسور کے حاکم کے طور پر۔) فلستین میں اسم نویسی شہری بدامنی کی وجہ سے تعطل کا شکار ہوگئی تھی۔

2: پاپائیریوں کی دریافت ہمارے خُداوند کی طرف سے بولے گئے الفاظ پر بہت زیادہ روشنی ڈالتی ہے۔ یہ حتمی حقیقت ہے کہ وہ اِس زمین پر اپنے وقت کی زبان بولتا تھا (مرقس 12 باب 37 آیت)

3: قیصریہ میں ملنے والی نقش کاری کی بدولت پلاطس کے بارے میں بھی بہت زیادہ معلومات ملی ہیں۔ جان رائلینڈ کی پاپائیری (125 بعداز مسیح) پلاطس کے سامنے یسوع کے مقدمے کی روداد پیش کرتی ہے، اور اُس میں بیان ہونے والی باتوں کے کچھ حصے یوحنا 18 باب 31-33، 37-38 میں بیان کئے گئے ہیں۔

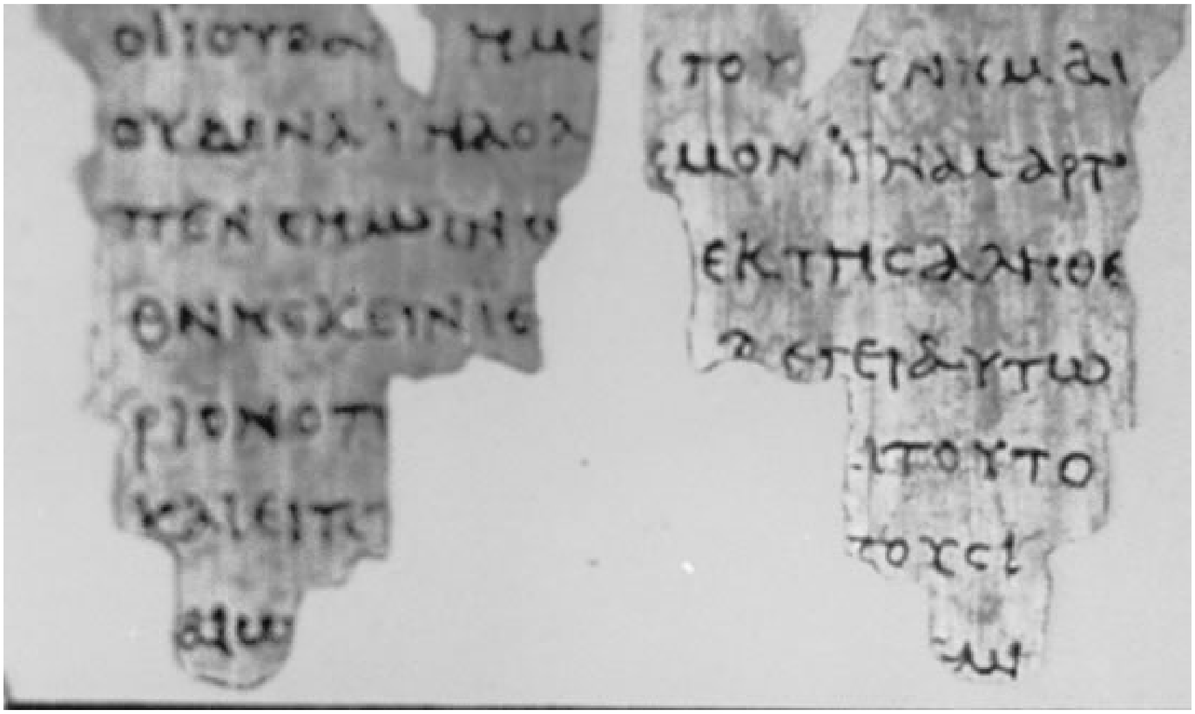

رائلینڈ کی پاپائیری/ پیپرس کی دونوں اطراف

نئے عہد نامے، ابتدائی کلیسیا اور کلیسیا کے ابتدائی سالوں کے حوالے سے بڑے ثبوت

نئے عہد نامے کی دستاویزات کی بالکل درست تاریخی ریکارڈ اور دستاویزات کے طور پر تصدیق ہوچکی ہے۔

1: مصر کے ''بولنے والے مگرمچھوں'' سے ملنے والی پاپائیری نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نئے عہد نامے کی دستاویزات جس زمانے کے متعلق معلومات پیش کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں وہ اُس کے بارے میں اُس دور کی روزمرہ کی زبان میں پیش کیا جانے والا حیرت انگیز ریکارڈ ہیں۔

2: مشرقِ وسطیٰ میں سر ولیم ریمزے اور اُن کے بعد آنے والے ماہرین کی دریافتوں نے لوقا کی بطور مورخ اور نئے عہد نامے کے دیگر مصنفین کی سچائی کو پھر سے ثابت کر دیا ہے۔ بائبل مُقدس کے تین حصے جن پر ناقدین سب سے زیادہ تنقیدی وار کرتے تھے موسیٰ کی پانچ کتابیں، عزرا/ نحمیاہ اور لوقا تھے۔ اِن تمام کی تمام کتب کے بہت ہی معتبر محققین اور علماء کی تحقیق کے بعد بالکل درست اور قابلِ اعتبار ہونے کی تصدیق ہوگئی ہے۔

3: ثبوتوں کا ایک بہت بڑا انبار نئے عہد نامے کی تمام تحاریر کے درمیان ایک ربط اور تسلسل کو ظاہر کرتا ہے (مثال کے طور پر رائلینڈ کی پاپائیری جس کے ایک طرف یوحنا 18 باب 31 تا 33 آیات اور دوسری طرف یوحنا 18 باب 37 تا 38 لکھی ہیں۔) اور اِس کے علاوہ لادین رومی مصنفین اور ابتدائی کلیسیا کے فادر صاحبان کی تصانیف میں سے بہت زیادہ ثبوت۔

کیا علمِ آثارِقدیمہ بائبل کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے؟

جس وقت ماہرینِ آثارِقدیمہ ماضی کے اُن زمانوں کے بارے میں کھدائی کر رہے ہوتے ہیں جن کا ذکر بائبل میں ہوا ہے تو کبھی بھی کسی کو اِس بات کا حتمی یقین نہیں ہوتا کہ براہِ راست بائبل کی حقیقی تاریخ منظرِعام پر آ جائے گی۔ ایسی دریافتیں جب منظرِعام پر آتی ہیں تو اکثر بائبل کے طالب اِن کے سامنے آنے کی امید لگائے ہوتے ہیں اور بہت سارے ایسے ماہرینِ آثارِقدیمہ بھی اِن کے دریافت ہونے کی امید کرتے ہیں جن کو بائبل میں کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ وہ اِس بات کو جانتے ہیں کہ علمِ آثارِقدیمہ کے تعلق سے اُنہیں بائبلی معلومات کو سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔ بائبلی تاریخ کے ساتھ کسی مقام یا چیز کے تعلق کو اُس مقام یا چیز کی تاریخ کے بارے میں مزید جاننے کے لئے ایک بہت ہی اچھی چیز خیال کیا جاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر حال میں ایسا ربط ڈھونڈنا یا حاصل کرنا ممکن ہو۔ جتنی بھی دریافتیں ہو چکی ہیں وہ بائبل کی حقانیت کو ثابت کرنے کے برعکس خُدا کے کلام کی حیرت انگیز اور زبردست تصدیق ہیں۔ ماہرینِ آثارِقدیمہ ایسے عالمین ہوتے ہیں جو تعلیمی لحاظ سے کبھی کبھار بائبل کو بھی اپنی تحقیق کے ذرائع کے طور استعمال کر لیتے ہیں۔ کافی زیادہ ماہرین آثارِقدیمہ بڑے اچھے مسیحی ہیں، لیکن پھر بھی اپنے شعبے کے لوگوں میں وہ ایک اقلیت ہی ہیں۔ بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام کے تمام ماہرین آثارِقدیمہ بائبلی تاریخ اور حقانیت کو ثابت کرنے میں کوشاں ہیں، حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ بہت سارے کھدائی کرنے والوں کو قطعی طور پر بائبل میں کسی طرح کی کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن اِن میں ایک خاص تعداد ایسی بھی ہے جسے اِس کتاب میں دلچسپی ہے۔

تنقید کے باوجود برتریت

ہم پہلے ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم یہ بیان نہیں استعمال کرتے کہ "علم آثارِقدیمہ بائبل کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی بیان دینا یا دعویٰ کرنا علم آثارِقدیمہ کو بائبل سے برتر ٹھہرانے کے مترادف ہوگا۔ جس وقت علم آثارِقدیمہ کے حتمی نتائج بائبلی لحاظ سے غلط ثابت ہوتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے؟ بہت دفعہ علم آثارِقدیمہ بائبل کے کئی ایک واقعات کو سچا ثابت کرتے ہوئے اُن کی تصدیق کرتا ہے، پس کچھ لوگ کہیں گے کہ اِس طرح سے یہ علم بائبل کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اِس طرح کے بیانات کو بھی کچھ تحفظات کیساتھ ہی قبول کرنا چاہیے کیونکہ علم آثارِقدیمہ بائبل کی بنیاد نہیں بلکہ اُس میں موجود معلومات کی ایک مخصوص حصے میں پشت پناہی کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

بائبل مُقدس میں مرقوم ہزاروں ایسے حقائق ہیں جن کی کوئی تصدیق نہیں کی جا سکتی، کیونکہ اُن کے متعلق ثبوت بہت عرصہ قبل مٹ چکے ہیں۔ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ جہاں کہیں تصدیق ممکن ہے اور تحقیق کی بدولت حقائق پر روشنی ڈالی جاتی ہے بائبل ہر طرح کے ادبی مواد میں انتہائی محتاط جانچ پڑتال کے بعد اپنے مقام پر قائم رہنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہر قسم کے حملوں کے خلاف اِس کی برتری، ہر طرح کی تنقید کو برداشت کرنے کی اِس کی صلاحیت اور ہر لحاظ سے درست ثابت ہونے میں اِس کی بے دقتی، علمیت کے ہر ایک معیار پر پوری اتری ہے۔ ظاہری طور پر "بائبل کو غلط ثابت" کرنے والے حتمی نتائج کو جب دیکھا گیا ہے تو اُن کا نتیجہ اور اثر اکثر اُلٹا ہی نکلا ہے۔

بائبل مُقدس پیدائش سے لیکر مکاشفہ تک بار بار معتبر اور سچی ثابت ہوئی ہے۔ پیدائش 1 تا 11 ابواب کی برتری سچ ثابت ہو چکی ہے اور پیدائش کی کتاب میں جن اجداد کا ذکر ہے اُن کی زندگیوں کے پس منظر کی سچائی کی تصدیق کی پشت پناہی کے لئے بھی ثبوت مل چکے ہیں۔ ثابت ہو چکا ہے کہ موسیٰ کی تحریریں اُسی دور کی ہیں جس میں موسیٰ موجود تھا اور کنعان میں یشوع کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگوں کے کئی چشم دید گواہوں کی محفوظ کردہ گواہیوں کی طرف اشارے ملے ہیں۔

داؤد کے مزامیر واضح طور پر اُسکے اپنے دور کی تحریریں ہیں، سلیمان کو قطعاً ایک افسانوی فرد نہیں قرار دیا جا سکتا، سلیمان ایک ادبی سورما، تجارت کے میدان میں رئیس التجار اور خُدا کی مرضی کے تابع ایک عظیم اور طاقتور بادشاہ تھا۔ اسرائیل کا سنہری دور اُنہیں صرف اور صرف خُدا کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔

اسوری دور کے پچھلے 150 سال میں محلات کے بعد محلات کی کھدائی نے بائبلی ریکارڈ کی بڑے ڈرامائی انداز سے تصدیق کی ہے۔ اِس طرح کی کھدائی اور دریافتیں پرانے عہد نامے کے بادشاہوں، نبیوں، عام لوگوں اور واقعات کے پس منظر کی سوجھ بوجھ میں مسلسل اضافے کا سبب بنتی رہی ہیں۔

کئی ایک چیزوں اور نکات کی بدولت بائبل میں بیان کردہ بابلی اسیری کی تصدیق ہوئی ہے اور خورس کا حکم نامہ یہ واضح کرتا ہے کہ جن لوگوں کو اسیر بنا کر لایا گیا تھا وہ اپنے اپنے

وطنوں کو واپس لوٹ کر اپنے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت و پرستش کرنے کے لئے آزاد تھے۔نحمیاہ اور عزرا اسیری کے بعد کے اُس دور کی خوبصورت عکاسی کرتے ہیں۔ اسی طرح نئے عہدنامے کی دستاویزات بھی مسلسل حقیقی اور چشم دید گواہوں کی طرف سے محفوظ کردہ ریکارڈ کے طور پر ثابت ہو چکی ہیں۔اِس میں بادشاہوں، سرداروں اور مختلف عہدہ داران کے نام بغیر کسی غلطی کے تحریر کئے گئے ہیں، کئی ایک القاباب کو اگرچہ کبھی کبھار ہی استعمال کیا گیا ہے لیکن جب بھی اُن کا استعمال ہوا ہے بالکل درست طریقے سے ہوا ہے، کئی ایک جغرافیائی حدود کے بارے میں بالکل درست معلومات فراہم کی گئی ہیں اور بہت ساری رسوم ورواج کو بالکل درست انداز سے پیش کیا گیا ہے۔یہ حقیقت میں سچی بات ہے کہ ''راستی زمین سے نکلتی ہے۔''(زبور 85 کی 11 آیت)

بائبلی ریکارڈز کیساتھ علم آثارِقدیمہ کا تعلق

علم آثارِقدیمہ کی دریافتوں کی وجہ سے ہمارے اہم ترین بائبلی عقائد کے بارے میں خیالات بالکل بھی تبدیل نہیں ہوئے۔ بہرحال اِس بات کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے کہ مختلف اوقات میں اِس چیز کی ضرورت رہی ہے کہ اِس بات پر غور کیا جائے کہ بائبل اصل میں کہہ کیا رہی ہے۔ایسے کئی موقعے آئے ہیں جب نئی دریافتوں کی وجہ سے نئے اور پرانے عہد میں استعمال ہونے والے الفاظ پر نئی روشنی پڑی ہے۔ہم نے دیکھا ہے کہ اسرائیل کے ہمسایوں کے عہدے داران کے القابات اور دیگر کئی ایک الفاظ کو ابھی مٹی کی تختیوں، پاپائیری اور پتھروں پر لکھی ہوئی تحریروں کی دریافت کی وجہ سے بہتر طور پر جانا جا سکا ہے۔

پرانہ عہدنامہ جدید نہیں بلکہ ایک قدیم کتاب ہے اور اس کی تحریر کا انداز بھی مغربی نہیں بلکہ مشرقی ہے۔اِس لئے مختلف موقعوں پر اس کا ترجمہ اور تشریح بھی سیاق وسباق کی روشنی میں قدیم یہودی دور کے علامتی اور مجازی انداز سے ہی کیا جانا چاہیے نہ کہ ہمارے جدید مادہ پرست دور کے سائنسی انداز سے۔

کئی دفعہ بائبل مظاہر کی زبان استعمال کرتی ہے ـــــ جیسے کہ سورج کا نکلنا۔اگر اِس بات کو سائنسی انداز سے دیکھا جائے تو یہ حقیقت ہے کہ سورج اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمین کی گردش کی وجہ سے ہمیں سورج نکلتا اور ڈوبتا محسوس ہوتا ہے۔اگرچہ بائبل مُقدس سائنس کی درسی کتاب نہیں، پھر بھی یہ بات حیرت انگیز طور پر سچ ہے کہ جہاں کہیں یہ سائنس کے متعلقہ بات کرتی ہے وہاں یہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئی ہے۔

علم آثارِقدیمہ جس قدر زیادہ بائبلی ریکارڈ کی چھان بین کرتا ہے اُسی قدر یہ بائبلی ریکارڈ کے بالکل درست ہونے پر لوگوں کو قائل کرتا ہے۔کئی موقعوں پر دیکھا گیا ہے کہ بائبل مُقدس قدیم دور کی اسرائیل کی ہمسایہ اقوام کی تحاریر کے ریکارڈ سے انتہائی برتر ہے۔

ہم نے یہ نہیں کہا کہ ''علم آثارِقدیمہ بائبل کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے'' اور نہ ہی ہم یہ مشورہ دیتے ہیں۔ایسا کہنا بڑی حد تک غلط ہوگا، اگرچہ ہم نے دیکھا ہے کہ اکثر بائبلی آثارِ قدیمہ پر لیکچر دینے والے لوگ تعارف کرواتے وقت یہی فقرہ استعمال کرتے ہیں۔اگر علم آثارِقدیمہ بائبل کی حقانیت کو ثابت کر سکتا تو پھر یہ علم بائبل سے برتر ہوتا، جو کہ نہیں ہے۔ بائبل خُدا کے اختیار اور اُسکی تصدیق کے ساتھ آئی ہے۔یہ اُس خُدا کا کلام ہے اور وہ خُدا ہر ایک سے برتر ہے۔

بہرحال بائبل پر بطورِ کلام خُدا لوگوں کے اعتماد کو پیدا اور بحال کرنے میں علم آثارِقدیمہ نے کافی اچھا کردار ادا کیا ہے۔اِس نے بائبل کے کئی مبہم حوالہ جات پر بہت زیادہ روشنی ڈال کر اُنہیں واضح کیا ہے، اور بہت طرح سے قدیم دور کے رسم ورواج، تہذیب وتمدن اور بہت ساری چیزوں اور باتوں کے پس منظر کو جاننے میں ہماری بہت مدد کی ہے اِس وجہ سے ہم اُن چیزوں یا باتوں کو سمجھ پائے ہیں جنہیں ہماری پہلی نسلوں کے بزرگ نہیں سمجھ پائے تھے۔علم آثارِقدیمہ بائبل کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے انتہائی مددگار اور موزوں علم ہے۔

بائبل کے طالب علموں کے لئے علم آثارِقدیمہ کی اہمیت

بہت سارے عالمین کی بائبل کو سنجیدگی کے ساتھ سمجھنے کی طرف توجہ مبذول کرانے میں علم آثارِقدیمہ نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔اِس نے کئی ایک موقعوں پر اسرائیل اور اُن کے ہمسایوں کی تاریخ اور تہذیب وتمدن کو چھیڑا ہے اور اکثر محققین کو بائبل کے بیانات کو مکمل طور پر درست ثابت کر کے حیران کر دیا ہے۔

اگر یہ دکھایا جا سکے (اور یہ دکھایا بھی جا سکتا ہے) کہ بائبل کے مصنفین اُس پس منظر میں جس کے بارے میں اُن کی ذات کے تعلق سے دعویٰ کیا جاتا ہے حقیقت میں موجود تھے اور

اُنہوں نے اُن ادوار میں تعلیمات دی تھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اُن کے حیرت انگیز نبوتی پیغامات بھی بالکل حقیقی اور درست ہیں اور اُن واقعات سے بہت پہلے لکھے گئے تھے جن کے بارے میں اُنہوں نے نبوتیں کی تھیں۔ ذیل میں دی گئی اُن پانچ چیزوں کے بارے میں غور کریں جن کے تحت علمِ آثارِقدیمہ بائبل کے طالبعلم کے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہوا ہے۔

1: علمِ آثارِقدیمہ بائبلی تاریخ کی تصدیق کرتا ہے اور اکثر یہ دکھاتا ہے کہ بائبلی لوگ (کردار) اور واقعات بالکل درست طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

اِس کی ایک مثال سرجون بادشاہ ہے جس کا ذکر یسعیاہ 20 باب 1 آیت میں کیا گیا ہے، ایک وقت تھا جب ناقدین یہ دعویٰ کرتے تھے کہ سرجون نامی کسی بادشاہ کا کبھی کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ لیکن پھر خورس آباد میں اُس کا محل دریافت ہوا اور ایک خاص تحریری بیان بھی ملا جو بالخصوص اُسی جنگ کے بارے میں تھا جس کا ذکر یسعیاہ میں کیا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال شاہِ اَسور سنحیرب بھی ہے۔ اُس کی موت کے حوالے سے یسعیاہ 37 باب میں ہمیں بیان ملتا ہے اور بالکل ایسا ہی بیان ہمیں اُس کے بیٹے اسرحدون کی یادداشت میں بھی تحریر شدہ ملتا ہے جس کے بارے میں یسعیاہ نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی جگہ پر بادشاہ بنا۔

2: علمِ آثارقدیمہ واقعات و بیانات میں علاقائی رنگ بھرتا ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُن واقعات و بیانات کے پس منظر حقیقی اور مستند ہیں۔

قوانین ورواج، دیوتا، مذہبی رسوم وسرگرمیوں کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ وہ بائبل میں بیان کردہ وقتوں اور مقامات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی تھیں۔ راخل کا اپنے باپ کے مٹی کے بنے ہوئے بتوں کا چرانا اُس دور کے رسم و رواج کی بالکل درست عکاسی کرتا ہے: راخل اور لیاہ نے یہ کہا تھا کہ ''کیا اب بھی ہمارے باپ کے گھر میں کچھ ہمارا بخرہ یا میراث ہے؟'' (پیدایش 31 باب 14 آیت)۔ وہ جانتی تھی کہ اُن بتوں کا کسی کے پاس ہونا اُس دور کے رسم ورواج کے مطابق جائداد کی ملکیت کی دعویداری کے مترادف تھا۔

3: علمِ آثارِقدیمہ اضافی حقائق مہیا کرتا ہے۔

علمِ آثارِقدیمہ کی طرف سے پیش کئے گئے حقائق بائبل کے طالبعلم کی مدد کرتے ہیں تاکہ وہ اُن وقتوں اور واقعات کو اچھی طرح سے سمجھ سکے جن کو اُن حقائق کے بغیر پورے طور پر سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ بائبل کے مصنفین ہمیں کئی ایک نام بتاتے ہیں جیسے کہ اسوری بادشاہ سنحیرب اور اسرحدون، اور اب اُن کے محلات اور لائبریریوں کی دریافت کے بعد ہم اُن کے بارے میں مزید بہت سارے حقائق جان پائے ہیں۔

4: علمِ آثارِقدیمہ نے بڑے پیمانے پر بائبلی تراجم کے درست ہونے کی بھی تصدیق کی ہے۔

کئی الفاظ اور فقروں کے معنی جب کسی اور سیاق وسباق میں بھی ویسے ہی ملتے ہیں تو اُن کی اور زیادہ تصدیق ہو جاتی ہے مثال کے طور پر 2 سلاطین 18 باب 17 آیت میں اسوری فوج کے تین القاب/اصطلاحات کو بالکل درست طور پر پیش کیا گیا ہے۔ وہ اصطلاحات ہیں ترتان (سپہ سالار)، ربشاقی (شہزادوں کا سردار) اور رب سارس (سردار خواجہ سرا)۔ 1611 میں جب کنگ جیمز ورژن ترجمہ کیا گیا اُس وقت تک اِن اصطلاحات کے معنی معلوم نہیں تھے۔

جس وقت اسوری محلات کھودے گئے تو بہت سارے القابات اپنے اصل معنوں کی روشنی میں سمجھے جاسکے۔ پرانے عہدنامے میں اِن القابات کا بالکل درست طور پر استعمال ہونا ہی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ واقعات چشم دید گواہوں نے قلمبند کئے تھے۔ لوگ اپنے دشمن کی طرف سے استعمال کئے جانے والے القابات کو اُس وقت تک نہیں جان سکتے جب تک اُن کا اپنے دشمن سے کوئی پالا نہ پڑا ہو۔

5: علمِ آثارِقدیمہ نے بائبل کی بہت ساری نبوتوں کی سچائی کو بھی ثابت کیا ہے۔

نِینوہ، بابل اور صور کے بارے میں یسعیاہ کی طرف سے کی جانے والی نبوتیں اس کی اچھی مثالیں ہیں اور یہ مثالیں بالکل ویسے ہی ہیں جیسے بائبل میں تخلیق کے ابتدائی بیانات۔ یہ بھی بہت اہم بات ہے کہ یسعیاہ اور دیگر بائبلی مصنفین آنے والے مسیحا کی طرف بڑے واضح انداز سے اشارہ کرتے ہیں۔ بہت سارے موقعوں پر اُن کی تاریخ کی تصدیق ہوئی ہے اور ویسے ہی یسوع کے بارے میں اُن کی طرف سے کی جانے والی نبوتوں کی بھی۔

علمِ آثارِقدیمہ کا سب سے اہم روحانی اطلاق یہ ہے کہ یہ ہماری یاددہانی کرواتا ہے کہ ''آدمی رُوح القدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے۔''(2 پطرس 1 باب 21 آیت)۔ علمِ آثارِقدیمہ نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ''بائبل ہر لحاظ سے بالکل درست ہے'' بہت کچھ کیا ہے۔ بائبل مُقدس کے تخلیق کے بارے میں ابتدائی بیان، عدن، طوفان، لمبی عمروں والے انسان اور رویِ زمین پر انسانوں کا پراگندہ ہونا محض افسانوی کہانیاں نہیں ہیں۔ اِس طرح کے واقعات کو بیان کرنے والے کئی ایک دیگر تختیاں دریافت کر لی گئی ہیں لیکن اُن کے بیانات زیادہ توڑ مروڑ کر بیان کردہ ناقص کہانیاں ہیں۔ بائبلی ریکارڈ دیگر تمام تاریخی دستاویزات سے بے حد برتر اور قابل اعتبار ہے، بائبل مُقدس کے اُن ابتدائی ریکارڈز کو روایتی قصے، افسانے یا فرضی داستانیں کہہ کر منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

''اَے خُداوند! تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے۔''(زبور 119 کی 89 آیت)

زبانی یاد کرنے کے لئے ایک مددگار چیز تاکہ آپ علمِ آثارِقدیمہ کی بائبل کے ساتھ نسبت دوسروں کو دکھا سکیں

S Superiority/برتری — تخلیق کا بیان، طوفان، بابل کا برج، موسوی شریعت، داؤد کے مزامیر، اسرائیل کے حقیقی اور سچے نبی، خُداوند یسوع مسیح کی تعلیمات۔

C Custom/رسوم ورواج — راخل کا مٹی کے بت چرانا، یوسف کی کہانی، مذہبی سرگرمیاں، اَسوریوں کی بے رحمی، مادیوں اور فارسیوں کے لاتبدیل قوانین، یسوع کی پیدائش کے موقع پر اسم نویسی۔

A Additional information/اضافی معلومات — موابی پتھر، یاہو اور سلمنسر کا مخروطی پتھر کا کالا مینار، شاہِ اسور سنخیرب کا قتل، شاہِ بابل نبونید اس کی غیر موجودگی میں اُس کا بیٹا بیلشضر بطور قائم مقام حاکم، بحیرہ مُردار کے طوماروں کے ذریعے نئے عہدنامے کے پس منظر کی تصدیق، بہت سارے مسودات اور مختلف طرح کی کندہ کاری۔

L Language and Languages/زبان اور زبانیں — عبرانی، ارامی اور یونانی، دیگر کئی ایک زبانوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے بشمول مصری، کنعانی، فلستی، بابلی، فارسی، لاطینی اور اَسوری۔

P Prophecy/نبوت — بائبل میں بیان کردہ جگہوں اور لوگوں کے بارے میں، اور یسوع مسیح کے بارے میں بھی، علاقائی معاشرے کے رنگ اور نبوتوں کی سالمیت بائبل کی خوبصورت انفرادیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

S Specific Incidents and People/مخصوص واقعات اور لوگ — اشدود کے خلاف سرجون کی فتح (یسعیاہ 20 باب 1 آیت)؛ سنخیرب کی موت (یسعیاہ 37)؛ شاہِ بابل نبوکدنضر جس نے یروشلیم اور یہوداہ کے خلاف چڑھائی کی؛ دیگر کئی حکمران (جیسے کہ ہیرودیس) جن کے متعلق بالکل درست طور پر بیان کیا گیا ہے (اناجیل اور اعمال کی کتاب)؛ قیصر اوگستس کے دور میں اسم نویسی۔

بہت سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اُن کے پاس بائبل اور علمِ آثارِقدیمہ کے تعلق سے بات کرنے کے لئے کوئی معلومات نہیں ہیں۔ یہ توشیحی لفظ SCALPS اِس سلسلے میں آپ کے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔[6]

1 پطرس 3 باب 15 آیت ہم پر یہ زور دیتی ہے کہ ''جو کوئی [ہم سے] ہماری اُمید کی وجہ دریافت کرے اُس کو جواب دینے کے لئے ہر وقت مستعد رہیں، مگر حلم اور خوف کیساتھ۔'' یہ تمام مسیحیوں کے لئے ایک حکم ہے

اقتباسات وکتابیات

1. N. Osanai, A comparative study of the flood accounts in the Gilgamesh Epic and Genesis, www.answersingenesis.org/go/gilgamesh.
2. There was another Ur to the north, mentioned in the Ebla Tablets. The same name was often used for another city. Woolley's "Ur" in the south was Abraham's city.
3. This may not be correcting a scribal error since the 70 figure is referring to the number of Jacob's descendants previously listed in the Genesis 46. Thus, it could be excluding Jacob and his two wives and two concubines, which give the number 75 of which Stephen spoke. See Eric Lyons, Jacob's Journey to Egypt, Apologetics Press Website, Montgomery, Alabama, 2003, http://www.apologeticspress.org/articles/619.
4. W.F. Albright, History, Archaeology, and Christian Humanism, McGraw-Hill, New York, 1964, 35.
5. Many other points of interest from the Dead Sea Scrolls are outlined in the book The Stones Still Shout by Clifford Wilson.
6. This acrostic may be photocopied and enlarged.

2017© جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!